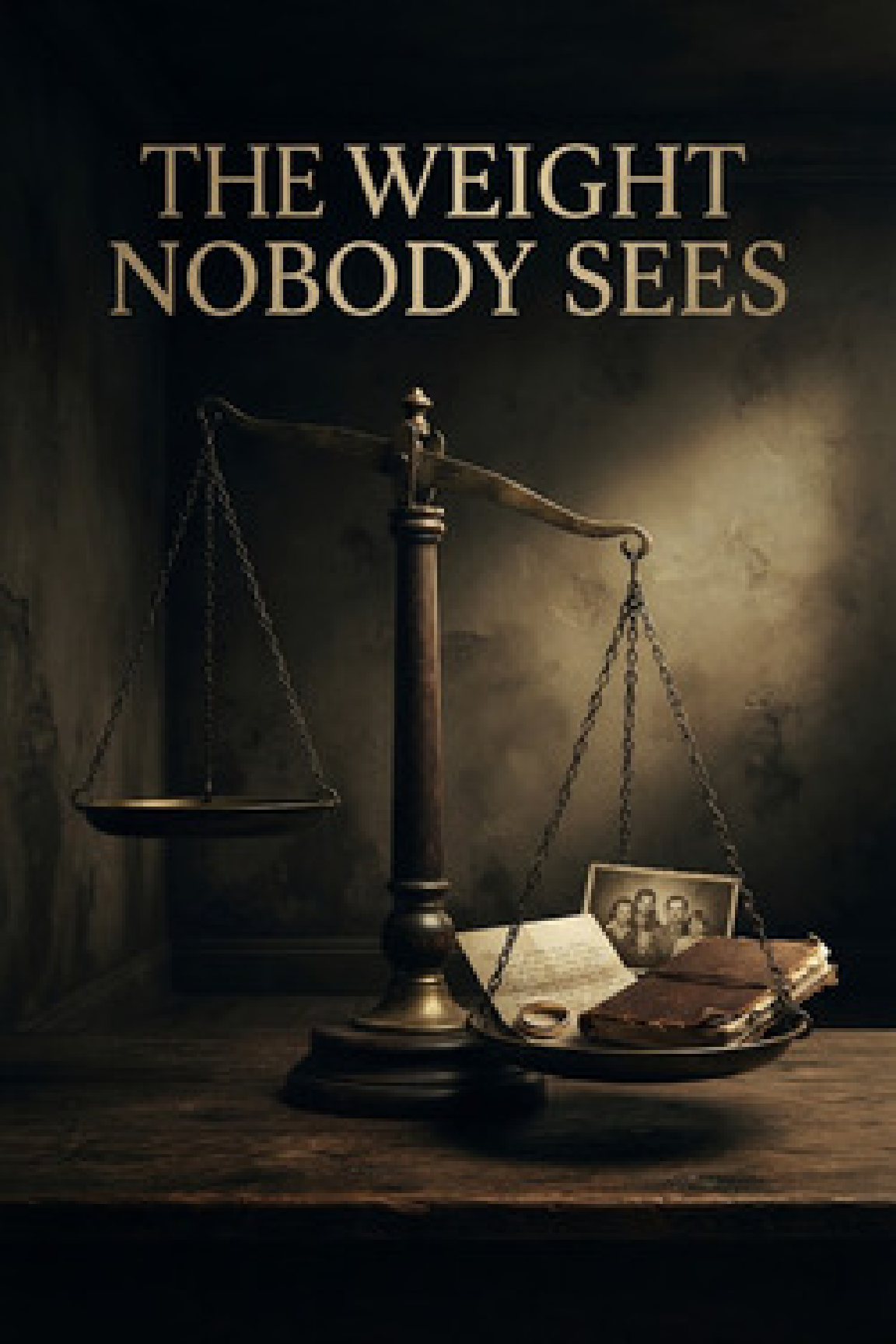
THE WEIGHT NOBODY SEES



دہلیز 9

وہ بوجھ جسے کوئی نہیں دیکھتا

جب ہم جوان ہوتے ہیں تو فرض ہمیں ایک سخت لفظ لگتا ہے۔

اس میں قاعدوں کی گونج ہے۔

قربانیوں کی۔

پابندیوں کی۔

اس میں مہم جوئی کی کشش نہیں۔

اس میں کامیابی کا رنگ نہیں۔

اس میں خوشی کی زبان تک نہیں۔

اسی لیے تقریباً کوئی بھی فرض کا خواب نہیں دیکھتا۔

لوگ نتائج کے خواب دیکھتے ہیں۔

منزلوں کے۔

فتوحات کے۔

پہچان کے۔

فرض بعد میں آتا ہے۔

خاموشی سے۔

اور وہ باقی سب سے زیادہ دیر ٹھہرتا ہے۔

کئی برس تک میں بھی یہی سمجھتا رہا کہ زندگی کا سب سے اہم حصہ وہی ہے جو نظر آتا ہے۔

ترقیاں۔

تبدیلیاں۔

بڑے فیصلے۔

جیتیں۔

پھر وقت نے مجھے وہ بات سکھائی جو کوئی رہنما کتاب نہیں سمجھا سکتی تھی۔

انسان کی زندگی غیر معمولی دنوں سے نہیں ناپی جاتی۔

وہ عام دنوں سے ناپی جاتی ہے۔

ان دنوں سے جب کوئی دیکھ نہیں رہا ہوتا۔

ان دنوں سے جب بس وہی کرنا ہوتا ہے جو کرنا چاہیے۔

چاہے دل نہ چاہے۔

چاہے ہم تھکے ہوئے ہوں۔

چاہے دنیا کو بظاہر خبر تک نہ ہو۔

فرض وہیں رہتا ہے۔

وہ تسلسل میں بستا ہے۔

جوش میں نہیں۔

مجھے وہ بہت سے لمحے یاد ہیں جب خواہش اور فرض مخالف سمتوں میں چل پڑے۔

یہ وہ حالتیں ہیں جنہیں ہر کوئی جانتا ہے۔

تم رکنا چاہتے ہو۔

مگر تمہیں چلتے رہنا ہے۔

تم دور ہٹنا چاہتے ہو۔

مگر کوئی تم پر بھروسہ کیے بیٹھا ہے۔

تم اپنے بارے میں سوچنا چاہتے ہو۔

مگر ذمہ داری دوسری طرف سے پکارتی ہے۔

ان لمحوں میں زندگی ایک سادہ اور بے رحم سوال رکھتی ہے۔

جب کوئی تمہیں ٹھیک کام کرنے پر مجبور نہ کرے، تب تم کون ہو؟

جواب لفظوں سے نہیں آتا۔

وہ عمل سے آتا ہے۔

میں نے جلد جان لیا کہ فرض کی ایک قیمت ہے۔

اس سے کہیں زیادہ جتنی اکثر لوگ سوچتے ہیں۔

اس کی قیمت وقت ہے۔

اس کی قیمت توانائی ہے۔

اس کی قیمت مواقع ہیں۔

کبھی کبھی اس کی قیمت ہمارے خوابوں کا ایک حصہ بھی ہوتی ہے۔

کیونکہ کسی چیز کے حق میں کیا گیا ہر انتخاب لازماً کسی اور چیز سے دستبرداری مانگتا ہے۔

قیمت کے بغیر کوئی زندگی نہیں۔

بس لوگ ہیں جو چنتے ہیں کہ کون سی قیمت ادا کرنی ہے۔

میں نے ایسے مرد دیکھے ہیں جنہوں نے کیریئر کے لیے خاندان قربان کیا۔

اور دوسرے جنہوں نے خاندان کے لیے کیریئر۔

میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے آزادی کے نام پر تحفظ چھوڑ دیا۔

اور دوسرے جنہوں نے تحفظ کے نام پر آزادی۔

زندگی مفت انعام نہیں بانٹتی۔

وہ ہمیشہ کسی چیز کے بدلے کوئی چیز لیتی ہے۔

یہ شعور دنیا کو دیکھنے کا انداز بدل دیتا ہے۔

سب سے بڑھ کر تب، جب تم فیصلہ سنانا چھوڑ دیتے ہو۔

کیونکہ ہر انتخاب کے پیچھے ایک ان دیکھی جنگ ہوتی ہے جو دوسروں کو نظر نہیں آتی۔

ہر ذمہ داری کے پیچھے ایک نجی قیمت ہوتی ہے۔

ہر ظاہری کامیابی کے پیچھے اکثر ایسی دستبرداریاں ہوتی ہیں جن کا کسی کو علم نہیں۔

برسوں کے گزرنے کے ساتھ میں نے ان لوگوں کا احترام کم کرنا شروع کیا جو اپنی قربانیوں کا ذکر کرتے تھے، اور ان کا کہیں زیادہ جو انہیں خاموشی سے جیتے تھے۔

واقعی ذمہ دار لوگ اپنے بارے میں بات کرنا پسند نہیں کرتے۔

وہ اس چیز کو کھڑا رکھنے میں بہت مصروف ہوتے ہیں جو ان پر ٹکی ہے۔

ایک خاندان۔

ایک ادارہ۔

ایک برادری۔

ایک منصوبہ۔

ایک وعدہ۔

کچھ لوگ بغیر مانگے ستون بن جاتے ہیں۔

ایک دن وہ مڑ کر دیکھتے ہیں اور انہیں پتہ چلتا ہے کہ دوسرے ان کا سہارا لیے کھڑے ہیں۔

بچے۔

والدین۔

ساتھ کام کرنے والے۔

دوست۔

کمزور لوگ۔

بھٹکے ہوئے لوگ۔

استحکام کے متلاشی لوگ۔

اُس مقام پر فرض نظریہ نہیں رہتا۔

وہ روز کی موجودگی بن جاتا ہے۔

ایسی موجودگی جو ہمیشہ آرام دہ نہیں ہوتی۔

مگر جو چیزوں کو معنی دیتی ہے۔

مجھے ایک سبق یاد ہے جسے سمجھنے میں مجھے برس لگے۔

فرض اطاعت سے پیدا نہیں ہوتا۔

وہ محبت سے پیدا ہوتا ہے۔

یہ فرق سب کچھ بدل دیتا ہے۔

جب تم کسی چیز سے محبت کرتے ہو تو اس کا خیال رکھتے ہو۔

جب خیال رکھتے ہو تو ذمہ دار بن جاتے ہو۔

جب ذمہ دار بنتے ہو تو ایک بوجھ قبول کر لیتے ہو۔

اور وہ بوجھ، آہستہ آہستہ، تمہارا حصہ بن جاتا ہے۔

اسی لیے زندگی کے سب سے اہم فرض مسلط نہیں کیے جا سکتے۔

انہیں صرف قبول کیا جا سکتا ہے۔

کوئی قانون تمہیں محبت پر مجبور نہیں کر سکتا۔

کوئی ضابطہ تمہیں حاضر رہنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

کوئی اختیار تمہیں ٹھہرنے پر مجبور نہیں کر سکتا جب چلے جانا زیادہ آسان ہو۔

یہ اندر کے فیصلے ہیں۔

اور یہ کسی بھی بیرونی جبر سے زیادہ قیمتی ہیں۔

کئی بار میں نے خود سے پوچھا کہ کیا فرض ہمیں خوش کرتا ہے۔

آج میں سمجھتا ہوں کہ سوال ہی غلط ہے۔

فرض ہمیں خوش کرنے کے لیے نہیں بنا۔

وہ ہمیں قابلِ بھروسہ بنانے کے لیے بنا۔

خوشی آتی ہے اور چلی جاتی ہے۔

بھروسہ مندی ٹھہرتی ہے۔

اور یہی وہ چیز ہے جو لوگوں کو ہم پر اعتبار کرنے دیتی ہے۔

آخر میں، ہم زندگی میں جو کچھ بناتے ہیں وہ بڑی حد تک اسی اعتبار پر کھڑا ہوتا ہے۔

اعتبار کے بغیر کوئی خاندان جڑا نہیں رہتا۔

اعتبار کے بغیر کوئی دوستی نہیں چلتی۔

اعتبار کے بغیر کوئی ادارہ نہیں بڑھتا۔

اعتبار کے بغیر کوئی رشتہ زندہ نہیں رہتا۔

اور اعتبار تقریباً ہمیشہ ایک ہی سوال سے جنم لیتا ہے۔

"کیا یہ شخص ضرورت کے وقت موجود ہوگا؟"

تب نہیں جب سہولت ہو۔

تب نہیں جب آسان ہو۔

جب ضرورت ہو۔

وقت کے ساتھ میں نے سمجھا کہ کسی مرد یا عورت کی اصل قدر سب سے بڑھ کر وہیں کھلتی ہے۔

اُس سوال کے جواب میں۔

کامیابیوں میں نہیں۔

تقریروں میں نہیں۔

ارادوں میں نہیں۔

موجودگی میں۔

بھروسہ مندی میں۔

تسلسل میں۔

اُن لوگوں کی خاموش ہمت میں جو موجود رہتے ہیں۔

بدترین دنوں میں بھی۔

فرض کی قیمت کیا ہے؟

قیمت بہت ہے۔

کبھی کبھی اس سے زیادہ جتنی ہم چاہیں۔

مگر یہ چھوڑ دینے کی قیمت سے بے حساب کم ہے۔

کیونکہ قبول کی گئی ذمہ داریوں کی قیمت بھاری ہے۔

مگر توڑی گئی ذمہ داریوں کی قیمت اس سے بھی بھاری ہے۔

اور جب وقت گزر جاتا ہے، جیسا کہ دیر سویر سب کے ساتھ ہوتا ہے، تو ہمیں وہ آسائشیں یاد نہیں رہتیں جن کا ہم نے دفاع کیا تھا۔

ہمیں وہ لوگ یاد رہتے ہیں جن کی ہم نے حفاظت کی۔

وہ وعدے جو ہم نے نبھائے۔

وہ بوجھ جو ہم نے اٹھانے کے لیے چنے۔

اور ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ٹھیک وہیں، جہاں صرف قربانی دکھائی دیتی تھی، ہماری زندگی کا گہرا ترین مطلب چھپا ہوا تھا۔